اسلام محافظ حیات انسانی

عبدالمجید حفیظ
فاضل جامعہ دارالعلوم

اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات میں سے بنی نوع انسان اور جن کو ایک خاص مقصد کیلئے پیدا فرمایا﴿وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون﴾(الذاریات ۵٦)اور دیگر تمام مخلوقات کی طرح انسان کی فطرت میں بھی زندگی سے محبت کامادہ رکھا کیونکہ مقصد تخلیق انسانی کادار و مدار حیات انسانی پر ہے جیسے کہ رب العزت کا ارشاد ہے ﴿واعبد ربك حتی یاتیك الیقین﴾(الحجر۹۹)"موت آنے تک اپنے رب کی بندگی میں مصروف رہئے"۔

باری تعالی نے حیات انسانی کی بقااور نسل انسانی کے احیاء کے لئے اپنے پسندیدہ دین اسلام میں مختلف احکام نازل فرمائے۔

1-اتلاف حیات کی سنگینی اور حفاظت حیات کی فضیلت؛

﴿من اجل ذلك کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانماقتل الناس جمیعا و من احیاها فکانما احیا الناس جمیعا﴾(المائدہ ۳۲)"اسی بناء پر ہم نے بنی اسرائیل پر بھی یہ حکم نافذ کیا تھا کہ جس کسی نے قصاص یازمین میں فساد پھیلانے کی سزا کے علاوہ کسی بھی جان کو تلف کیا تو اس کا جرم اتنا سنگین ہے گویا کہ اس نے پوری انسانیت کا قتل عام کیااور جس کسی نے ایک انسان کی جان بچائی اسکی فضیلت اتنی زیادہ ہے گویا کہ اس نے پوری نسل انسانی کی زندگی بچائی ہو۔

اس آیت سے قتل و خون ریزی کے علاوہ نوع انسانی کو ہلاکت کی دہلیز پر لانے والی نشہ آور اشیاء' نقلی دوائیوں ملاوٹ شدہ اشیائے خوردونوش کے تمام ذمہ داران اور انکی نقل وحمل اور تجارت کے مرتکب افراد کے جرم کی سنگینی نمایاں ہوتی ہے۔نیز حدود و قصاص کے نفاذ' صحیح علاج معالجہ' مریضوں اور زخمیوں سے ہمدردی' انکو خون وغیرہ کا عطیہ دینے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

2-حفاظت حیات کا ضامن نسخہ:

﴿ولکم فی القصاص حیوٰۃ یاولی الالباب لعلکم تتقونO﴾(البقرۃ۱۷۹)ترجمہ "عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تاکہ تم قتل ناحق سے رکو"۔

تشریح:جب قاتل کو یہ خوف ہوگا کہ میں بھی قصاص میں قتل کردیا جاؤں گا تو پھر اسے کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں ہوگی اور جس معاشرے میں یہ قانون نافذ ہو جاتا ہے وہاں یہ خوف معاشرے کو قتل و خونریزی سے محفوظ رکھ کر امن وسکون کا گہوارہ بناتا ہے۔

اس کا مشاہدہ آج بھی سعودی و افغانی معاشرے میں کیا جاسکتا ہے جہاں اسلامی قصاص اور حدود کے نفاذ کی برکات نمایاں ہیں۔ الحمد للہ

کاش ادوسرے اسلامی ممالک بھی اسلامی حدود کا نفاذ کر کے اپنے عوام کو یہ پرسکون زندگی مہیا کر سکیں (تفسیر احسن البیان صفحہ ۱۷)

جب جرم ثابت ہو جائے تو پھر اس سلسلہ میں سفارش یا کسی اور ذریعہ سے قصاص کو روکنے کی سعی نہیں کرنی چاہئے۔ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں اس سلسلے میں کسی طرح کی رعایت نہیں ہوتی تھی۔

صنعاء میں ایک شخص کو کئی آدمیوں نے قتل کر ڈالا تھا تفتیش سے سات آدمی مجرم ثابت ہوئے حضرت عمر فاروقؓ نے ان ساتوں کو قتل کر ڈالا اور فرمایا اگر تمام اہل صنعاء اس خون میں شریک ہوتے تو اس ایک شخص کے بدلے میں تمام کو قتل کر ڈالتا (اسلام کا نظام امن صفحہ ۲۴۸) صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں "لو اشترك فيها اهل صنعاء لقتلتهم"۔(۱۰۱۸/۲)۔

3- حرمت خودکشی

﴿ولا تقتلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيماO﴾ (النساء ۲۹) ترجمہ "اور اپنے آپکو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالی تم پر مہربان ہے"۔

تشریح: انسان اپنی زندگی کا آپ مالک نہیں ہے کیونکہ وہ زندگی کے ایک خلیہ کا بھی خالق نہیں ہے زندگی تو اللہ تعالی کی امانت ہے لہذا انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس معاملہ میں کسی زیادتی کا مرتکب ہو۔ کجاکہ وہ اس کا خاتمہ کر دے۔

اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان شدائد کا مقابلہ مضبوط قوت ارادی کے ساتھ کریں کسی مصیبت سے گھبرا کر یا کسی امید کے بر نہ آنے کی صورت میں زندگی سے فرار کی راہ اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں (تفسیر ابن کثیر اردو پارہ نمبر5 صفحہ نمبر15)

مومن مجاہدہ کیلئے پیدا ہوا ہے۔ بیٹھ رہنے کیلئے نہیں اور اسکی تخلیق کشمکش کیلئے ہوئی ہے فرار کیلئے نہیں اسکا ایمان اور اسکا اخلاق کارگاہ حیات سے فرار اختیار کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اسکے پاس ایسا ہتھیار ہے جو کبھی خراب نہیں ہوتا اور ایسا ذخیرہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ ہتھیار ایمان محکم ہے اور وہ ذخیرہ اخلاق کی پختگی ہے (اسلام میں حلال و حرام صفحہ نمبر ۳۸۲)۔

خودکشی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں "من تردى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم يتردى فيها خالدا مخلدا فيها ابدا و من تحسى سما فقتل نفسه فسمه في يده يتحساه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا و من قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يجأبها في بطنه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا" (بخاری مع الفتح ۲۵۸/۱۰)۔ ترجمہ "جو شخص پہاڑ سے کود کر خودکشی کرے تو وہ دوزخ کی آگ میں ایسے ہی ہمیشہ کودتا رہے گا اور جو زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کرے تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ ہمیشہ اسے جہنم کی آگ میں پیتا رہے گا۔ اور جو کوئی کسی آہنی اسلحے سے اپنے آپ کو قتل کرے تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ اسے آتش دوزخ

کے اندر ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔
ان نصوص شرعیہ کی روشنی میں غور کریں کیا کوئی مسلمان اس قسم کی گھناؤنی اور ذلت آمیز حرکت کا ارتکاب کر سکتا ہے ؟
(معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج صفحہ ۲۹۶)۔

4-حرمت قتل:

﴿ومن يقتل مؤ منا متعمدا فجزاؤ ه جهنم خٰلدا فيها و غضب الله عليه و لعنه واعدله عذاباعظيما O﴾ (النساء ۹۳)
ترجمہ:اور جو شخص کسی مؤمن کو عمدا مار ڈالے تو اسکی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کیلئے اس نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔
معتزلہ اور خوارج کے نزدیک قاتل مومن کی توبہ مقبول نہیں ہوتی ہے 'وہ ہمیشہ جنہم میں رہے گا۔اور جمہور اہل سنت کے نزدیک یہ گناہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر ہے 'اس میں کچھ شک نہیں 'لیکن مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا اسلئے ایک دن اسکو جنہم سے نجات مل سکے گی 'گو مدت دراز کے بعد سہی۔ اور ان آیات میں خلود سے مکث طویل یعنی بہت لمبی مدت تک رہنا مراد ہے (حاشیہ سنن ابن ماجہ اردو ۴۲۰/۲)۔

اس آیت کو علماء نے اس حیثیت سے مشکل قرار دیا ہے کہ قاتل عمد ہمیشہ کا جہنمی ہے۔یہ مفہوم اس آیت کے معارض ہے۔﴿ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشاء﴾(النساء ۴۸)ترجمہ "اللہ تعالی شرک کو نہیں بخشے گا اور اسکے سوا دوسرے گناہ جس کو چاہے معاف کرے گا"۔
علماء نے اس کی کئی طرح سے تطبیق کی ہے :

(1) یہ اسکی سزا ہے جو مؤمن کے خون کو حلال سمجھ کر عمدا قتل کرے۔
(2) قاتل کی اصل سزا تو یہی ہے اگر اللہ تعالی اسے سزا ہی دینا چاہے لیکن یہ امکان ہے کہ اللہ تعالی اسے توبہ کی توفیق دے اور وہ نیک عمل کر کے اس سزا سے بچ جائے۔
(3) اس آیت کا مطلب ڈانٹ ڈپٹ ہے تاکہ لوگ قتل سے بچیں۔
(4) اس جگہ خلود کا معنی لمبی مدت ہے (عقیدہ سلفیہ اردو ترجمہ عقیدہ واسطیہ صفحہ ۵۸)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا"من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة 'و ان ريحها توجد من مسيرة اربعين عاما"۔(بخاری کتاب الجزیۃ ۳۱۱/۶)ترجمہ "جس نے کسی ذمی کافر کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو ہی نہ پائے گا اگرچہ اسکی خوشبو تو چالیس سال کی مسافت سے بھی آتی ہے۔
قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی انسان کو ناحق ہلاک کرنا عموما اور مسلمان کو قتل کرنا خصوصا بہت بڑا گناہ ہے۔نیز اسلامی حکومت کی رعایا میں سے غیر مسلموں کی بھی جان 'مال اور آبرو ہر مسلمان پر حرام ہے۔

5-حرمت قتل سے استثنائی صورتیں:

بعض حالات میں انسان اپنے برے اعمال کی وجہ سے سطح زمین پر وبال بن جاتا ہے اسلام صرف انہی حالات میں اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے ﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق﴾ (الانعام ۱۰۶) ترجمہ "اور کسی جان کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر۔

تشریح: یعنی انسانی جان جو دراصل اللہ کی طرف سے حرام ٹھہرائی گئی ہے ہلاک نہ کی جائے مگر حق کے ساتھ۔ "حق کے ساتھ" سے مراد وہ صورتیں ہیں جو قرآن اور حدیث میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

1- ﴿و کتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس﴾ (المائدہ ۴۵) ہم نے ان پر تورات میں یہ حکم کیا تھا کہ جان کے بدلے جان کو قتل کیا جائے۔

یعنی انسان جب قتل عمد کا مجرم ہو تو اسے قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے۔

2- ﴿وقاتلو هم حتی لا تكوٰن فتنة و يكون الدين لله﴾ (البقرہ ۱۹۳) اور ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ (شرک) نہ رہے اور دین خالص اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔

یعنی جب کفار نہ اسلام قبول کریں اور نہ امن و سکون کی خاطر اسلامی حکومت کو جزیہ دینے پر آمادہ ہوں تو ان سے جنگ کئے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ وہ دین حق کے قیام کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔

3- ﴿انما جزاؤ الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون فى الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض﴾ (المائدۃ ۳۳) جو لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے جنگ مول لیتے ہیں اور زمین میں لوٹ مار کر کے فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا بالکل یہی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا پھانسی دی جائے یا انکے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹے جائیں یا انہیں ملک بدر کیا جائے"۔

بغاوت، منظم دہشت گردی، ڈاکہ زنی اور اغواء کے مجرموں کو انکے جرم کے مطابق مندرجہ بالا سزائیں دی جائیں۔

4- عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ "من بدل دينه فاقتلوه"۔ (بخاری ۱۷۳/۶) جو اپنے دین کو بدل دے (اسلام سے مرتد ہو جائے) اس کو قتل کر دو۔

5- رسول اللہ ﷺ نے شان رسالت میں ہرزہ سرائی کرنے والے کے بارے میں فرمایا "الا اشهد و ا ان دمها هدر"۔ "سنو گواہ رہنا بے شک اسکا خون رائیگان ہے"۔ یعنی اس کی سزا قتل ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا "والله ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ" کہ گالی پر قتل کی سزا صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات سے متعلق خاص ہے۔ (ابوداؤد کتاب الحدود ۵۲۹/۴۔ ۵۳۱)۔

6- ﴿وما كفر سليمان و لكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر......انما نحن فتنة فلا

تکفر﴾(البقرۃ۱۰۲) سے جادو کو کفر قرار دیا گیا ہے۔

الحسن عن جندبؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے بھی روایت ہے "حد الساحر ضربة بالسیف"۔کہ جادوگر کی شرعی سزا یہ ہے کہ تلوار سے اسکی گردن اڑادی جائے۔لیکن ترمذی نے مرفوع روایت کو ضعیف اور جندب پر موقوف کو درست قرار دیا ہے۔(ترمذی کتاب الحدود ۴۹/۴)اسکو مرفوع کا حکم حاصل ہے کیونکہ صحابی اجتہاد سے ایسی بات نہیں کر سکتا۔

اور حضرت عمرؓ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ "اقتلوا کل ساحر"یعنی ہر جادوگر کو قتل کردو(مسند مسدد وابی یعلی بحوالہ فتح الباری ۳۰۱/۶)نیز ام المومنین حفصہؓ نے بھی اپنی ایک لونڈی کو جادو کی سزا میں قتل کرادیا تھا۔(دیکھئے کتاب التوحید مع فتح المجید صفحہ ۳۹۵)۔

7- عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ"......الثیب با لثیب جلد مائة و الرجم "(مسلم ۱۹۰/۱۱)شادی شدہ زانی اور زانیہ دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور سنگسار کر کے موت کی گھاٹ اتار دو۔

8- عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"من وجد تموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به"۔جو لوگ قوم لوط والے گناہ کا ارتکاب کریں تو کرنے اور کرانے والے دونوں کو قتل کردو۔(ابو داؤد ۶۰۷/۴ ترمذی ۴۷/۴)۔

خاندانی منصوبہ بندی

رب العالمین کا فرمان مقدس ہے ﴿و لا تقتلو ا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم ان قتلهم کان خطا کبیراO﴾(بنی اسرائیل ۳۱)ترجمہ "اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو۔انکو اور تم کو بھی ہم ہی روزی دیتے ہیں۔یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے"۔

یہ آیت ان معاشی بنیادوں کو منہدم کر دیتی ہے جن پر قدیم زمانے سے آج تک مختلف ادوار میں منصوبہ بندی کی تحریک اٹھتی رہی ہے افلاس کا خوف قدیم زمانے میں قتل اطفال اور اسقاط حمل کا محرک ہوا کرتا تھا اور آج ایک تیسری تدبیر یعنی منع حمل کی طرف دنیا کو دھکیل رہا ہے۔لیکن منشور اسلامی کی یہ دفعہ انسان کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ کھانے والوں کو گھٹانے کی تخریبی کوشش چھوڑ کر ان تعمیری مساعی میں اپنی قوتیں اور قابلیتیں صرف کرے جن سے اللہ کے بنائے ہوئے قانون فطرت کے مطابق رزق میں افزائش ہوا کرتی ہے۔

اس دفعہ کی رو سے یہ بات انسان کی بڑی غلطیوں میں سے ایک ہے کہ وہ معاشی ذرائع کی تنگی کے اندیشے سے افزائش نسل کا سلسلہ روک دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔یہ انسان کو متنبہ کرتی ہے کہ رزق رسانی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس اللہ کے ہاتھ میں ہے جس نے تجھے زمین میں بسایا ہے جسطرح وہ پہلے آنے والوں کو روزی دیتا رہا ہے بعد والوں کو بھی دے گا۔

تاریخ کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں آبادی جتنی بڑھتی گئی ہے اس سے بہت زیادہ معاشی ذرائع وسیع ہوتے چلے گئے ہیں۔

لہذا اللہ کے تخلیقی انتظامات میں انسانوں کی بے جا دخل اندازیاں حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ (تفہیم القرآن ۲/ ۶۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**ان احدكم يجمع خلقه في بطن امه اربعين يوما ثم يكون في ذلك علقة مثل ذلك ثم يكون مضغة مثل ذلك ثم يرسل الله الملك فينفخ فيه الروح و يؤمر باربع كلمات يكتب رزقه واجله و عمله وشقي او سعيد**"۔ (بخاری ۲/ ۹۷۶ مسلم ۲/ ۳۳۲) ہر بنی نوع انسان اپنی پیدائش کے چالیس دن ماں کے رحم میں نطفہ کی شکل میں گزارتا ہے پھر وہ جمے ہوئے خون کی شکل میں اتنی مدت رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے۔ اسی حالت میں فرشتہ اسکے پاس آکر اسکے اندر روح پھونکتا ہے اور اسے اسکے بارے میں چار چیزوں کے اندراج کا حکم دیا جاتا ہے: (1) روزی (2) موت کا وقت (3) اسکی ساری کارگزاری (4) اور یہ کہ اسکا شمار خوش نصیبوں میں ہوگا یا بدبختوں میں۔

پیارے پیغمبر ﷺ نے شرک کے بعد جس گناہ کو سب سے بڑا قرار دیا وہ یہی ہے کہ "**ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك**" (بخاری ۲/ ۱۰۷) "کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی"۔

حد درجہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جاہلیت کی یہ رسم آج خاندانی بہبود اور خانگی منصوبہ بندی کے پر فریب نعروں کے ساتھ پھر سے سر اٹھا رہی ہے چنانچہ آج بڑے دعوے سے یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ میاں بیوی "ہم دو ہمارے دو" یعنی بچے دو ہی اچھے پر عمل کریں اور زائد بچے پیدا نہ ہونے دیں۔ "چھوٹا خاندان زندگی آسان" انکی یہ باتیں پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان کے عین مخالف ہیں۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے "**تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم الامم**" (ابوداؤد ۱/ ۲۸۷) زیادہ محبت کرنے اور زیادہ جننے والیوں سے شادی کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری امت دوسری امتوں سے زیادہ ہو۔ آج کل قتل اولاد کا گناہ عظیم نہایت منظم طریقے سے اور خاندانی منصوبہ بندی کے حسین عنوان سے پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ اور مرد حضرات "بہتر تعلیم وتربیت" کے نام پر اور خواتین اپنے حسن کو برقرار رکھنے کیلئے اس جرم کا عام ارتکاب کر رہی ہیں (تفسیر احسن البیان صفحہ ۳۷۲) "اعاذ نا الله منه" اللہ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن و حدیث کے تحت اپنی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العلمین)

....

اس مضمون میں بیان کردہ معاملہ وہی ہے جس کا اعلان آج کی جاہلیت جدیدہ بر ملا کر رہی ہے اور مسئلے کا یہ پہلو اللہ پاک اور اس کی صفت رزاقیت اور تقدیر کا صریح انکار ہے۔ لیکن ﴿**قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفي صدورهم اكبر**﴾ (العمران ۱۱۸) کے مصداق اس مسئلے کے مزید مخفی پہلو بھی ہیں:۔

-1 امت اسلامیہ کی افرادی قوت کو کم کرنا۔ یعنی کمیت کے لحاظ سے اہل اسلام پر نہایت کاری وار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی دنیا بھر میں عموماً اور مسلم ممالک میں خصوصاً اس کام کی خوب سرپرستی کرتے ہیں لیکن خود اس پر قطعاً عمل نہیں کرتے

-2 نوجوان نسل کو بدکاری کے قدرتی نتائج کے ظہور اور معاشرے میں سامنا ہونے والی سبکی سے بچانے کی یقین دہانی۔ یہ ایک نہایت زہر آلود شمشیر ہے جسکو خوبصورت الفاظ اور روشن مستقبل کے حسین تصورات میں لپیٹ کر امت کے سینے میں اتارا جارہا ہے۔ یہ کیفیت کے پہلو سے امت پر انتہائی سنگین حملہ ہے۔

یہی وہ خباثت باطنی ہے جس کی تکمیل کیلئے تمام کافر اقوام دریادلی سے "امداد" فراہم کرتی ہیں چنانچہ یہ امداد نہ ایٹمی دھماکے سے بند ہوئی اور نہ اسلامی نظام کے نفاذ سے بند ہوگی۔ اور انہی مقاصد کیلئے لیڈی ہیلتھ ورکرز کو متعلقہ کام کے علاوہ دائی کی تربیت وغیرہ بھی فراہم کی جاتی ہے' تاکہ وہ اپنا کام کسی اور عنوان کے تحت کرسکیں اور لوگوں کو ان کا محتاج بنا کر زبان بندی کی جاسکے۔ (ادارہ التراث)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات

بعض لوگوں نے ابراہیم بن ادھم ☆ سے پوچھا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔﴿ادعونی استجب لکم﴾ کہ تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ ہم دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں کی جاتی تو آپ نے بیان فرمایا:۔

-1 تم اللہ کو پہچانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔

-2 قرآن پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

-3 تم رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعوی کرتے ہو مگر انکا طریقہ چھوڑ چکے ہو.

-4 تم شیطان کے بارے میں جانتے ہو۔ مگر اس کی موافقت کرتے ہو۔

-5 تم جنت کی محبت کا دم بھرتے ہو مگر اس کے لئے عمل نہیں کرتے ہو۔

-6 تم دوزخ سے خوف کی بات کرتے ہو مگر گناہوں سے بچتے نہیں۔

-7 تم مانتے ہو کہ موت حق ہے مگر اس کے لئے تیاری نہیں کرتے۔

-8 تم غیروں کے عیوب دیکھتے ہو لیکن تمہیں اپنے عیوب نہیں دکھائی دیتے۔

-9 تم اللہ کا رزق کھاتے ہو مگر شکر ادا نہیں کرتے۔

-10 تم اپنے میت کو دفن کرتے ہو مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اب تمہاری دعائیں کیسے قبول ہوں گی ؟!

☆ ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم بن منصور العجلی بلخ کے مشہور عالم وزاہد اور حدیث کے راوی گزرے ہیں وفات (۱۶۲ھ) (تقریب التہذیب)